تفسیر احمد

سُورَةُ التَّكَاثُرِ

Ketabton.com

جزء - 30

سوره «التکاثر» کا تفسیر و ترجمه

تصنیف: امین الدین «سعیدي - سعید افغانی»

(c) ketabton.com: The Digital Library

بسم الله الرحمن الرحیم

سورة التکاثر

جزء (30)

سورة التکاثر مکہ میں نازل ہوئی ہے

وجہ تسمیہ :

سورہ :تکاثر : اس لیے نام رکھا گیا کہ ہمارے عظیم پروردگار نے اس سورت کے شروع میں فرمایا ہے: "اَلْهٰكُمُ التَّكَاثُرُ": کثرت مال و اولاد اور یاروں ، خدمت گاروں پر فخر نے تمہیں غافل کردیا، تو ہم کہیں گے اس سورۃ کا نام اس کی پہلی آیت سے لیا گیا ہے " اَلْهٰكُمُ التَّكَاثُرُ" یہ سورت: تکا ثر: کے نام سےمشہور ہوئی، اس سورت کا آغاز ملامت اور سرزنش سے ہوتا ہے ، اس میں بہت سی آیات دنیا میں مصروف لوگوں کی تنبیہ کے لیے ہیں۔

سورة التکاثر کے سورہ القارعہ سے ربط و مناسبت

سورہ قارعہ میں قیامت کے دن کی بعض سختیوں اور نیکیوں کے مکافات اور بد کاروں کے عذاب کے بارے میں بتایا گیا ہے، اور تکاثر میں جھنمیوں کے عذاب میں گرفتاری کی حالت زار کی وجہ بیان کی گئی ہے، کہ دنیوی مال و دولت، اولاد ، لشکر ، نوکروں اور ہمنشینوں سے لگاؤ اور محبت ، اور گناہوں میں آلودہ ہونے کی وجہ سے اللہ تعالی کے دین سے غافل ہوگئے ۔

سورة التکاثر کی آیات ، الفاظ اور حروف کی تعداد

سورہ تکاثر سورہ کوثر کے بعد نازل ہوئی ہے، اس سورت کا ایک (1) رکوع ، آٹھ (8) آیتیں ، اڑسٹھ (68) الفاظ، ایک سو تییس (123) حروف اور انہتر (69) نقطے ہیں ۔

(قرآن کی سورتوں کے حروف کی تعداد میں علماء کی آراءمختلف ہیں، اس بحث کی تفصیل کے لیے تفسیر احمد سورۃ الطور ملاحظہ کریں)۔

سورة التکاثر کے نزول کا وقت

ابو حیان اور شوکانی فرماتے ہیں یہ سورہ تمام مفسرین کے نزدیک مکی ہے، اما م سیوطی نے بھی کہا ہے کہ مشہور ترین قول یہی ہے کہ یہ سورت مکی ہے، لیکن بعض ایسی روایات بھی ہیں جن کی بنا پر اس سورت کو مدنی کہا گیا ہے وہ روایتیں یہ ہیں ؛ ابن ابی حاتم نے حضرت ابو ہریرہ ؓ سے روایت نقل کی ہے کہ یہ سورت دو قبیلوں بنی حارثہ اور بنی الحارث الحر انصار کے بارے میں نازل ہوئی ہے، یہ دونوں قبیلے پہلے اپنے زندہ لوگوں کو گن کر

(c) ketabton.com: The Digital Library

ایک دوسرے پر فخر کرنے لگے ، پھر قبرستان میں جاکر اپنے مردوں کو شمار کرکے ایک دوسرے پر فخر اور ناز کرنے لگے، اس کے بعد اللہ تعالی کا یہ ارشاد نازل ہوا، "اَلْهٰكُمُ التَّكَاثُرُ" لیکن اگر صحابہ اور تابعین کا طریقہ کار اس کے شان نزول کے بیان کے بارے میں دیکھا جائے تو شاید کہ یہ سورہ "تکاثر " اس وقت نازل ہوئی ہو ، بلکہ اس مفہوم کااس پر بھی اطلاق ہوتا ہے جو ان دو قبیلوں نے کیا تھا۔

امام بخاریؒ اور ابن جریر نے ابی بن کعب کی اس روایت کو نقل کیا ہے کہ ہم بنی آدم کے اس فرمان کو کہ " لو کان لابن آدم وادیان من مال لابتغی وادیا ثالثا ولا یملأ جوف ابن آدم إلا التراب" ترجمہ:" اگر اولاد آدم کے پاس مال و دولت سے بھری دو وادیاں ہوں تو وہ تیسری وادی کو تلاش کرے گا ، اور بنی آدم کا پیٹ مٹی کے سوا کچھ نہیں بھر سکتا" ، ہم اسے قرآن سمجھتے تھے کہ " اَلْهٰكُمُ التَّكَاثُرُ" نازل ہوئی، اس روایت کو اس کے مدنی ہونے کی دلیل اس لیے قرار دیتے ہیں کہ ابی بن کعب مدینہ میں مسلمان ہوئے تھے، لیکن ابی کے اس بیان سے یہ واضح نہیں ہوتا کہ صحابہ کرام کسی معنی کے بنیاد پر اسے قرآن سے سمجھتے تھے ، اگر ان کا مقصد یہ ہے کہ اس روایت کو قرآن کی آیت سمجھتے تھے تو یہ بات قابل قبول نہیں ہے، کیونکہ صحابہ کرام کی اکثریت ایسی تھی وہ کہ قرآن کریم کے ایک ایک حرف اور لفظ سے واقف تھے، یہ کیسے ممکن ہے کہ وہ اس غلط فہمی کا شکار ہوجائیں کہ یہ حدیث قرآن سے مأخوذ ہے تو اس روایت کا مفہوم یہ بھی ہوسکتا ہے کہ مدینہ میں جن لوگوں نے اسلام قبول کیا تھا ، انہو ں نے پہلی بار یہ سورہ آپ ؐ کی زبان مبارک سے سنی، ان کا خیال تھا کہ یہ نئی نازل شدہ سورت ہے، اور پھر انہوں نے گمان کیا کہ رسول اللہ ؐ کی مذکورہ بالا حدیث اس سورہ سے لی گئی ہے ۔

ابن جریر ، ترمذی، ابن المنذر اور دوسرے محدثین اس قول کو علی بن ابی طالبؓ سے نقل کرتے ہیں کہ ہم عذاب قبر کے بارے میں شک اور تردید میں تھے کہ "اَلْهٰكُمُ التَّكَاثُرُ" نازل ہوئی ، اس روایت کو اس سورت کے مدنی ہونے کی دلیل اس لیے کہتے ہیں کہ عذاب قبر کے بارے میں مدینہ میں بات کی گئی تھی، مکہ میں اس کا ذکر نہیں ہوا تھا، لیکن یہ مطلب غلط ہے، مکی سورتوں میں بہت سارے مقامات پر اتنی صراحت کے ساتھ عذاب پر بات کی گئی ہے کہ جس میں شک و تردد کی گنجائش باقی نہیں رہتی، مثال کے طور پر ملاحظہ ہو:سورہ انعام آیت 93 ، سورہ نحل، آیت28، سورہ مؤمنون آیات: 99-100، غافرآیات: 45-46 ، یہ تمام سورتیں مکی ہیں، اس لحاظ سے اگر

(c) ketabton.com: The Digital Library

حضرت علیؓ کی روایت سے صرف یہ ثابت ہوجاتاہے کہ سورہ : تکاثر: مذکورہ مکی سورتوں سے پہلے نازل ہوئی ہے، اور اس کے نزول نے صحابہ کرامؓ میں عذاب قبر کے بارے میں شک و تردد کا خاتمہ کردیا تھا ۔
ان سب روایا ت کے باجود مفسرین کی بڑی اکثریت اس کے مکی ہونے پر متفق ہے، ہمارے نزدیک یہ سورہ نہ صرف مکی ہے، بلکہ اس کی مفہوم اور لحن بیان ایسا ہے کہ گویا یہ سورہ مکی دور کی ابتدائی نازل ہونے والی سورتوں میں سے ایک ہے، (از تفہیم القرآن)

سورہ تکاثر کا محور

سورہ تکاثر کا موضوع دنیا پرستی اور دنیا پرستوں کا برا انجام ہے، اور یہ انسانوں کا زیادہ طلب کرنا اور مانگنا موت کے لمحے تک جاری رہتا ہے ، سورت کا نام تکاثر باب تفاعل سے ہے ، زیادہ طلب کرنے کا معنی دیتا ہے کثرت سے مانگنا اور ضرورت سے زیادہ مانگنا ، کیونکہ تکاثر، کثرت کے مادہ سے لیا گیا ہے ، اور کثرت تین معنی میں استعمال ہوتا ہے ، پہلا معنی یہ ہے کہ انسان کی تخلیق ایسی کی گئی ہے کہ وہ ہمیشہ کمانے اور مال و دولت میں اضافہ کے لیے کوشش کرتا ہے، چونکہ باب تفاعل سے ہے اس لیے کسی کام کے کرنے میں دو یا چند افراد کی شراکت کا معنی دیتا ہے ، تیسرا معنی فخر کرنا ہے کہ اس کی رو سے مال و دولت کثرت سے حاصل ہونے میں ایک دوسرے پر فخر کرتے ہیں، خاص کر اشرافیہ کے خاندان اور خصوصا خواتین، قرآن کی یہ تعبیر سورہ حدید کی آیت" 20"، میں دلچسپ انداز میں بیان ہوئی ہے، جہاں ارشاد ہے"اِعۡلَمُوۡۤا اَنَّمَا الۡحَيٰوةُ الدُّنۡيَا لَعِبٌ وَّلَهۡوٌ وَّزِيۡنَةٌ وَّتَفَاخُرٌۢ بَيۡنَكُمۡ وَتَكَاثُرٌ فِى الۡاَمۡوَالِ وَالۡاَوۡلَادِ‌ؕ ۝ كَمَثَلِ غَيۡثٍ اَعۡجَبَ الۡكُفَّارَ نَبَاتُهٗ ثُمَّ يَهِيۡجُ فَتَرٰٮهُ مُصۡفَرًّا ثُمَّ يَكُوۡنُ حُطٰمًا‌ؕ ۝ وَفِى الۡاٰخِرَةِ عَذَابٌ شَدِيۡدٌ ۙ ۝ وَّمَغۡفِرَةٌ مِّنَ اللّٰهِ وَرِضۡوَانٌ‌ؕ ۝ وَمَا الۡحَيٰوةُ الدُّنۡيَاۤ اِلَّا مَتَاعُ الۡغُرُوۡرِ ۝٢٠، ترجمہ : "جان رکھو کہ دنیا کی زندگی محض کھیل اور تماشا اور زینت (وآرایش) اور تمہارے آپس میں فخر (وستایش) اور مال و اولاد کی ایک دوسرے سے زیادہ طلب (وخواہش) ہے (اس کی مثال ایسی ہے) جیسے بارش کہ (اس سے کھیتی اگتی اور) کسانوں کو کھیتی بھلی لگتی ہے، پھر وہ خوب زور پر آتی ہے پھر(اے دیکھنے والے) تو اس کو دیکھتاہے کہ (پک کر) زرد پڑ جاتی ہے پھر چورا چورا ہوجاتی ہے، اور آخرت میں (کافروں کے لیے) عذاب شدید اور (مؤمنوں کیلئے) خدا کی طرف سے بخشش اور خوشنودی ہے اور دنیا کی زندگی تو متاع فریب ہے ".

سورہ تکاثر کی فضیلت

جناب رسول اللہؐ نے صحابہ کرام سے مخاطب ہو کر فرمایا : کیا تم میں کوئی

(c) ketabton.com: The Digital Library

ہے جو دن میں ایک ہزار آیت قرآن کریم کی تلاوت کرے ، صحابہ کرام نے عرض کیا کہ کوئی یہ کرسکتا ہے کہ ہر روز ایک ہزار آیات پڑھ لے، آپؐ نے فرمایا : کیا تم میں سے کوئی سورہ "اَلْهٰكُمُ التَّكَاثُرُ " نہیں پڑھ سکتا؟ مطلب یہ ہے کہ سورہ "التکاثر" کا ہر روز پڑھنا ایک ہزار آیت پڑھنے کے برابر ہے ، (مظہری بحوالہ حاکم اور بیہقی عن ابن عمر)

سورت کے بارے میں مختصر وضاحت

الله تعالی اپنے کرم اور مہربانی سے انسان کو اپنی بندگی کی طرف دعوت دینے کی ابتدا اسے خواب غفلت سے جگانے سے کرتا ہے، اور اس سے اس طرح مخاطب ہوتا ہے کہ : اے انسان ! ایسا ہرگز مت سوچنا کہ موجودہ حالت اور اس دنیا کی زندگی جس کے تم عادی ہو گئے ہو ہمیشہ کے لیے باقی رہے گی، اور اس میں کوئی تبدیلی نہیں ہوگی، اے انسان! جان لو کہ اچانک ایک ایسی تبدیلی آئے گی کہ مکمل دنیا کو نا بود کردے گی، یہ بات قابل ذکر ہے کہ انسان کو جس چیز کی عادت پڑجاتی ہے تو وہ یہ تصور کرتا ہے کہ اس سے کبھی الگ نہیں ہوگا، اور وہ چیز کبھی ختم نہیں ہوگی ، وہ انسان جو اپنے مال و دولت ، نعمت اور اسباب و وسائل پرخوش ہو جاتا ہے ، اور ان کا عادی ہوجاتاہے، تو وہ رفتہ رفتہ یہ بھول جا تا ہے کہ ایک دن ایسا آئے گا کہ ہر چیز جو اس کے پاس ہے سب کے سب فنا ہو کر ختم ہوجائے گی۔ یہاں اسے خواب غفلت سے بیدار ہونا چائیے اور ہوش میں آنا چاہیے کہ یہ تصور اور خیال درست نہیں ہے ، یہ حالت اور زندگی ایک دن ختم ہوگی، یہ دنیا ایک دم بدل جائے گی، ایک اور حالت اور دوسری دنیا وجود میں آئے گی کہ اس دنیا سے مشابہ بالکل بھی نہیں ہوگی، اس معاملے میں قرآن کریم کی بہت سی آیات اس تبدیلی اور تغیر کی طرف اشارہ کرتی ہیں ، ایسی حالت کہ اس میں انسان مرنے کے بعد زندہ ہو گا، اور دوسری حالت کے وجود میں آنے کے بعد الله تعالی کی عدالت میں حاضر ہوگا تا کہ اس پر مقدمہ چلا یا جائے ۔ مثال کے طور پر سورہ " تکاثر " میں ان لوگوں کو مخاطب کیاگیاہے، جو قیامت کے دن اور اپنے فرائض اور ذمہ داریوں کو پورا کرنے سے غافل رہتے ہیں، اور بھول جاتے ہیں کہ یہ نعمتیں الله کی پہچان اور اس کے راستے کے انتخاب کا وسیلہ ہیں ، اور یہ بھی بھول جاتے ہیں کہ ایک دن ایسا آئے گا کہ جس دن رب تعالی کے حضور میں حاضر کیے جائیں گے، اور ان سے پو چھا جائے گا کہ: الله تعالی کی نعمتوں اور وسائل سے کیسے استفادہ کیا ؟ : ان سے اس طرح خطاب کرکے فرما تا ہے "اَلْهٰكُمُ التَّكَاثُرُ ○ حَتّٰى زُرْتُمُ الْمَقَابِرَ" اے عقلمند انسانو! اے وہ لوگو! جو دنیا کا مقام و مرتبہ حاصل کرنے میں مشغول اور سرگرم عمل ہو، اور اس راستے میں ایک دوسرے سے مقابلہ کرتے ہو، اور

(c) ketabton.com: The Digital Library

اپنے فرائض اور ذمہ داریوں کو بھول گئے ہو ، کیا تم نہیں جانتے ، یا تم بھول گئے ہو کہ جس کے پاس جتنی نعمتیں اور مال و اسباب زیادہ ہوں اس پر ذمہ داری بھی اتنی ہی زیادہ ہوگی ؟ مقام و مرتبہ اور دولت و ثروت کے پیچھے ایسے لگے ہو کہ تمہاری جو اصل ذمہ داری ہے اور جو انجام تمہارے انتظار میں ہے اس سے غافل ہوگئے ہو، اور اسی طرح تم اس حالت میں ہو کہ موت تمہیں پکڑلے، تم لوگ ہوش میں نہیں آتے اور خواب سے جاگتے نہیں ہو، یہاں تک کہ تم اپنی قبروں کو دیکھو گے (یعنی موت آئے اور ابدی جہاں میں پہنچ جاؤ)

اے غافل انسانو! اے وہ لوگو کہ تمہاری ساری سوچ اور فکر زیادہ مال و دلت جمع کرنا اور بلند مقام و مرتبہ حاصل کرنا ہے، کیوں تم اپنے فرائض اور ذمہ داریوں کو بھول گئے ہو، اس طرح کی زندگی گزار رہے ہو، اس وقت تک ہوش میں نہیں آوگے جب تک ابدی جگہ نہ پہنچو، اے غافل انسانو! " كَلَّا سَوْفَ تَعْلَمُونَ ۝٣ ثُمَّ كَلَّا سَوْفَ تَعْلَمُونَ ۝٤ الله تعالی اس خطاب سے ان کی سرزنش اور ملامت کرتا ہے اور فرماتا ہے: نہیں ، نہیں ایسا کام نہ کرو ، بس کرو، یہ کام نہ کرو، غفلت بہت ہوگئی اب بس کرو، خودکو مال کے جمع کرنے میں مشغول نہ رکھو، اور تمہاری کوشش اور تحرک مال و دولت اور مقام و مرتبہ حاصل کرنے کے مقابلہ کے لیے نہ ہو، کیونکہ زیادہ دیر نہیں ہوگی کہ حقیقت جان جاؤ گے، اور ضرور جان لو گے کہ کیا خبر ہے اور کیا ہوگا۔ "کلا" نہیں، نہیں، خواب غفلت سے بیدار ہوجاؤ اور اس مقابلہ سے ہاتھ کھینچ لو، "لَوْ تَعْلَمُونَ عِلْمَ الْيَقِينِ ۝٥" اگر تم جان لیتے کہ کیا انجام آگے آنے والا ہے، تو کبھی یہ کام نہ کرتے، کیوں غافل ہو؟ کیوں یہ نہیں سوچتے ہو کہ ایک دن آئے گا کہ تم سے تمہارے اعمال کے بارے میں پوچھا جائے گا ، کیوں ہوش میں نہیں آتے اور ہمیشہ دنیا کا مال جمع کرنے کی فکر میں ہو، لَتَرَوُنَّ الْجَحِيمَ ۝٦ الله کی قسم اس جلانے والی شعلوں والی ، آگ کو ضرور دیکھوگے ، پہلے تو اسے دور سے دیکھوگے ، اس کے بعد: ثُمَّ لَتَرَوُنَّهَا عَيْنَ الْيَقِينِ ۝٧ اس سے اتنے قریب ہو جاؤ گے کہ ایک طرح سے اس کا مشاہدہ کرو گے، کہ اس میں شک و تردد کی کوئی گنجائش بھی نہیں رہے گی ، یقینی آنکھ کے ساتھ اسے دیکھو گے، اور واضح طور پر جان لوگے کہ یہ آگ جہنم کی آگ ہے اور تم لوگوں کے لیے تیار کی گئی ہے ، کہ اس سے کوئی راہ نجات اور چارہ نہیں ہے، یہ جان لو کہ اس دن ان تمام نعمتوں کے بارے میں جو تمہیں

(c) ketabton.com: The Digital Library

دی گئی ہیں پوچھا جائے گا، ثُمَّ لَتُسْـَٔلُنَّ يَوْمَئِذٍ عَنِ النَّعِيْمِ ۝٨ اس دن تم سے ان تمام نعمتوں اور سہولتوں کے بارے میں پوچھاجائےگا جو تم کو فراہم کی گئی ہیں : تم سے پوچھا جائے گا ، کہ تم نے ان نعمتوں کو کیسے استعمال کیا۔

(c) ketabton.com: The Digital Library

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

سورة التكاثر

اَلۡهٰكُمُ التَّكَاثُرُ ۙ۱ حَتّٰی زُرۡتُمُ الۡمَقَابِرَ ؕ۲ كَلَّا سَوۡفَ تَعۡلَمُوۡنَ ۙ۳ ثُمَّ كَلَّا سَوۡفَ تَعۡلَمُوۡنَ ؕ۴ كَلَّا لَوۡ
تَعۡلَمُوۡنَ عِلۡمَ الۡیَقِیۡنِ ؕ۵ لَتَرَوُنَّ الۡجَحِیۡمَ ۙ۶ ثُمَّ لَتَرَوُنَّهَا عَیۡنَ الۡیَقِیۡنِ ۙ۷ ثُمَّ لَتُسۡـَٔلُنَّ یَوۡمَئِذٍ عَنِ
النَّعِیۡمِ ٪۸

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ	شروع کرتاھوں الله کے نام سے جوبڑا مهربان نهایت رحم والاھے
اَلۡهٰكُمُ التَّكَاثُرُ ۙ۱	تمہیں ایک دوسرے سے زیادہ حاصل کرنے کی حرص نے غافل کردیا
حَتّٰی زُرۡتُمُ الۡمَقَابِرَ ؕ۲	یہاں تک کہ تم نے قبرستان جا دیکھے
كَلَّا سَوۡفَ تَعۡلَمُوۡنَ ۙ۳	ہر گز نہیں، تم عنقریب جان لو گے
ثُمَّ كَلَّا سَوۡفَ تَعۡلَمُوۡنَ ؕ۴	پھر ہر گز نہیں، عنقریب جان لو گے
كَلَّا لَوۡ تَعۡلَمُوۡنَ عِلۡمَ الۡیَقِیۡنِ ؕ۵	ہر گز نہیں! اگر تم یقینی علم کی حیثیت سے (اس روش کے انجام کو) جانتے ہوتے (تو تمہارا یہ طرز عمل نہ ہوتا)
لَتَرَوُنَّ الۡجَحِیۡمَ ۙ۶	کہ یقینا تم ضرور جهنم کو دیکھو گے
ثُمَّ لَتَرَوُنَّهَا عَیۡنَ الۡیَقِیۡنِ ۙ۷	پھر یقینا تم ضرور اسے یقین کی آنکھ سے دیکھ لو گے
ثُمَّ لَتُسۡـَٔلُنَّ یَوۡمَئِذٍ عَنِ النَّعِیۡمِ ٪۸	تم اس دن نعمتوں کے بارے میں ضرور پوچھے جاؤگے

محترم قارئین:

اس سورت کی آیات مبارکہ میں: دنیا کے مال و دولت پر فخر، اور انسان کے کردار سے متعلق سوال، جیسے موضوعات کے بارے میں بحث کی گئی ہے۔

اَلۡهٰكُمُ التَّكَاثُرُ ۙ۱	تمہیں ایک دوسرے سے زیادہ حاصل کرنے کی حرص نے غافل کردیا

یعنی: مال و اولاد زیادہ حاصل کرنے کی حرص نے تمہیں خدا تعالی کی اطاعت، اور آخرت کے لیے عمل کرنے سے غافل کردیا ، اور اسیر بنا لیا

(c) ketabton.com: The Digital Library

ہے، ابن عباس اور حسن بصری آیت : " اَلْهٰكُمُ التَّكَاثُرُ " کی تفسیر میں لکھتے ہیں کہ " تکاثر " کثرت سے مشتق ہے ، اور مال و دولت جمع کرنے کا معنی دیتا ہے، اور دوسری روایت میں ابن عباس ؓ سے مروی ہے کہ رسو ل اللہ ؐ نے " اَلْهٰكُمُ التَّكَاثُرُ " پڑھی اور فرمایا: اس سے مراد یہ ہے کہ کسی غلط طریقے سے مال کمایا جائے، اور اللہ تعالی کی طرف سے جو فرائض مال میں رکھے گئے ہیں انہیں ادا نہ کیا جائے، (تفسیر قرطبی)

" التکاثر" تفاخر ، اور دنیاوی نعمتوں کی فراوانی پر فخر کرنا،

1 - دنیاوی معاملات میں لالچ اور زیادہ طلب کرنا اپنے لیے خرچ کیے بغیر .
2 - دو گروہ یا دو افراد کا آپس میں مقابلہ اور ضد.
3 - نسب، اور قبیلے پر زبان سے شیخی مارنا، تفاخر کرنا.

رب تعالی کا یہ خطاب ان لوگوں کے لیے ہے جو دوسروں پر فخر کرنے اور شیخیاں مارنے کے لیے مال و دولت اور جائیدادیں کثرت کے ساتھ جمع کرنے میں مصروف ہیں ، ایسے کام انسان کو اللہ تعالی کی بندگی اور اطاعت سے روک دیتے ہیں، یہ لوگ اسی تکاثر و تفاخر میں مشغول ہوں گے کہ موت ان پر آجائے گی، ح الانکہ مقابلہ عمل صالح اور ایمان میں ہونا چاہیے، یہ مقابلہ آخرت کی ابدی نعمتوں کے لیے ہونا چاہیے، نہ کہ عارضی اور وقتی کاموں میں، "الھاکم" لفظ " الھاکم " لَهْوٌ سے لیا گیا ہے جو کہ حقیقت میں غفلت کا معنی دیتا ہے، لیکن عربی زبان میں اس لفظ کا اطلاق ہر اس مصروفیت کے لیے ہوتا ہے کہ انسان کی دلچسپی اس میں اتنی زیادہ ہو کہ وہ تمام تر وجود کے ساتھ اس میں منہمک ہوجائے اور دوسری اہم چیزوں سے غافل ہو جائے، جب لفظ "الھاکم" اس اصل سے استعمال ہو تو اس کا مطلب یہ ہے کہ تم پر لَهْوٌ اس قدر قابض ہوگیا ہے کہ تم اس سے زیادہ اہم کاموں کے بارے میں نہیں سوچتے ، تم اس کی طرف متوجہ ہو کر ہمیشہ اس کے بارےسوچتے رہتے ہو، اصفهانی " لَهْوٌ " کے بارے میں لکھتے ہیں : " لَهْوٌ " وہ ہے جو انسان کو فائدے والے اہم کام سے مصروف رکھے، "الھا" مصروف اور مشغول کرنے کے معنی میں ہے، " التکاثر " تکاثر بھی کثرت سے ماخوذ ہے، اس کے تین معنی ہیں : ایک یہ ہے کہ آدمی بہت ذیادہ حاصل کرنے کی کوشش کرے، دوسرا یہ کہ لوگ ایک دوسرے سے ذیادہ کمانے، جمع کرنے میں ایک دوسرے پر سبقت لے جائیں، تیسرا یہ کہ لوگ اس بنا پر کہ دوسروں سے ذیادہ اور کثرت سے مال رکھتے ہیں فخر کرنے لگیں، شیخی مارنے

(c) ketabton.com: The Digital Library

لگے، تو پھر " اَلۡهٰىكُمُ التَّكَاثُرُ " کا معنی یہ ہے کہ اس تکاثر نے تمہیں اتنا زیادہ مشغول کردیا ہے کہ اس سے تمہاری دلچسپی اور لگاؤ نے اس سے ذیادہ اہم چیزوں سے تمہیں غافل کردیا ہے، (تفہیم القرآن)

حَتّٰى زُرۡتُمُ الۡمَقَابِرَؕ۝۲	یہاں تک کہ تم نے قرستان جا دیکھے

اپنے مردوں کی قبریں گننے لگے اور فخر کرنے لگے، زیادہ ہونے کے فخر نے اور ایک دوسرے پر کثرت میں مقابلہ اور ضد نے تمہیں الله تعالی کی اطاعت اور آخرت کے لیے عمل سے غافل کرکے اسیر بنالیا ہے "یہاں تک کہ تم قبرستان تک پہنچ گئے" یعنی: کثرت کی طلب او ر فخر و مباہات کو اس حد تک تم نے آگے بڑھایا کہ تمہیں موت نے آلیا، اور اس حالت میں قبروں میں دفن ہوگئے، یا یہاں تک تم لوگو نے اسے آگے بڑھایا کہ اپنی کثرت دکھانے کیلئے قبرستان تک گئے ، اور مردوں کو شمار کرنے لگے، حدیث شریف میں ہے کہ : "یھرم ابن آدم، ویبقی معه اثنتان: الحرص والأمل"ترجمہ: " آدمی بوڑھا ہوجاتا ہے، لیکن دو چیزیں اس کے ساتھ باقی رہتی ہیں،ایک لالچ اور دوسری اس کی لمبی آرزوئیں" اگرچہ اس میں کوئی شک نہیں ہے کہ : قبروں کی زیارت سنگدل لوگوں کے لیے شفا، بخش علاج میں سے ہے،کیونکہ یہ زیارت آخرت اور موت کو یاد دلانے والی ہے، اس لحاظ سے علماء مردوں کے لیے زیارت قبور پر اتفاق رکھتے ہیں، لیکن عورتوں کے لیے اس کے جواز میں اختلاف ہے، جوان عورتوں کا وہاں جانا حرام اور اڈھیر عمر عورتوں کے لیے مباح ہے، اگر عورتیں مردوں سے الگ قبروں کی زیارت کے لیے جائیں تو ان سب کے لیے جائز ہے، اگر مردوں کے ساتھ مخلوط ہو کر جانے میں فتنے کا اندیشہ ہو تو جائز نہیں ہے ۔

كَلَّا سَوۡفَ تَعۡلَمُوۡنَۙ۝۳	ہر گز نہیں، تم عنقریب جان لو گے

غفلت اور دنیا پر فخر کرنے انجام جان لوگے، یہ سرزنش ہے انسانوں کے لیے ان کی کثرت طلبی پر، یعنی: اے انسانو! باز رہو اس چیز میں مشغول ہونے سے جس کا کوئی فائدہ نہیں ہے، اس سے دوری اختیار کرو کیونکہ مستبقل میں الله کی بارگاہ میں آخر کار تمہیں اپنی جہالت اور عبادت میں کمی او ر عارضی دنیا میں مصروف ہوکر اپنے اور مستحکم گھر کو نظر انداز کرنے کا پتہ چل جائےگا ، یعنی بہت جلد تم پر واضح ہوجائے گا کہ آخرت اس جلد فنا ہونے والی دنیا سے بہتر اور باقی رہنے والی ہے ۔

(c) ketabton.com: The Digital Library

"کلا ": "ہاں، ایسا کام نہیں کرنا چاہیے تھا، اس فخرو مباہات کو چھوڑو "، " سَوْفَ تَعْلَمُوْنَ " جب قبر میں داخل ہو گے، اس وقت تم اس تکاثر اور تفاخر کی غلطی جان جاؤگے ، یعنی : اس کا مطلب یہ ہے کہ تم اس غلط فہمی میں مبتلا ہو کہ ترقی، خوشی اور کامیابی کا مفہوم ہے دنیا کے زیادہ سے زیادہ اسباب اور سہولتیں حاصل کرنا، حالانکہ کامیابی ہر گز یہ نہیں ہے ، بہت جلد تمہیں معلوم ہو جائےگا، اور جان لو گے کہ تم زندگی بھر کیا غلطی کرتے رہے ہو -

ثُمَّ كَلَّا سَوْفَ تَعْلَمُوْنَ ۝۴	پھر ہر گز نہیں، عنقریب جان لو گے

پھر ایسا نہیں ہے، بہت جلد جان جاؤ گے، یہ تکرار تاکید اور تشدید کے لیے ہے، اور ایک سرزنش کے بعد دوسری سرزنش ہے، یعنی بہت جلد ہی اس دنیا کو آخرت پر ترجیح دینے میں تمہاری غلطی تم پر ظاہر ہوجائے گی ، اور دنیا میں مصروف رہنے اور اطاعت الہی سے منہ موڑنے کی برائی تم پر واضح ہوجائے گی، یعنی جب موت تم کو اپنے آغوش میں لے لیگی اور تم قبر میں دفن ہوجاؤگی اور اس کی دہشت اور سختی کا مشاہدہ کرلوگے، تو دولت کی فراوانی پر گھمنڈ کرنے کا انجام جان لوگے ، ابن عباس رضی فرما تے ہیں : "كَلَّا سَوْفَ تَعْلَمُوْنَ " یعنی : جب آخرت میں عذاب سے دوچار ہوجاؤگے تو جان لو گے کہ اصل حقیقت کیاہے - تفسیر قرطبی: (20/176)-

"کلا " "حقا " سرزنش کو منحرف خیالات اور طرز عمل کے خلاف دوہرایا جانا چاہیے، (کلا ، ثم کلا ، کلا) علما کے قول کے مطابق آیات کی تکرار قرآن میں دو دلیل کے بنا پرہوتی ہے:

1 - اس بات کی تاکید کرتی ہے کہ ایسا نہ کرو ، اور دنیا میں مشغول نہ ہوجاؤ (اپنا خیال رکھو کوئی تمہارے کام نہیں آئےگا) .

2 - دو آیتوں کے دو مختلف معانی ہوں ، دوسری آیت کا معنی الگ ہو، پہلی آیت دنیا اور دوسری آیت آخرت کی طرف اشارہ کرتی ہو (کلا) پہلی آیت میں گناہوں پر سرزنش ہوگی، (سب سے پہلے دنیا میں گناہوں کے وجہ سے عذاب میں مبتلا ہو جاؤ گے) کیونکہ گناہ کا ارتکاب کرنا خود پریشانی اور تکلیف کا باعث بنتا ہے-

"کلا" دوسری آیت خدا کے اخروی عذاب کی طرف اشارہ کرتی ہے کہ الله تعالی قیامت کے دن اور محشر کے دن عذاب میں مبتلا کرے گا، اور محشر پر اس کی وجہ سے، سورج کی تپش، جہنم کا خوف اور پل صراط پر کانٹے اور جہنم کی آگ سے عذاب دے گا-

(c) ketabton.com: The Digital Library

كَلَّا لَوۡ تَعۡلَمُوۡنَ عِلۡمَ الۡيَقِيۡنِؕ ۝	ہر گز نہیں! اگر تم یقینی علم کی حیثیت سے (اس روش کے انجام کو) جانتے ہوتے (تو تمہارا یہ طرز عمل نہ ہوتا)

یعنی :اگر تمہیں یقینی علم ہوتا، جیسا کہ دنیا کی قطعی اور یقینی چیزوں کا تمہیں علم ہے کہ کیا انجام تمہارے انتظار میں ہے، اور کس ٹھکانے پر جاؤگے ، تو یقینا یہ علم تمہیں کثرت طلبی اور فخر کرنے سے باز رکھتا، اور دنیا کی طلب کبھی تمہیں اس عظیم کا م سے غافل نہ کرتی ۔

جواب (لو) آیت مبارکہ میں محذوف ہے ، اس وجہ سے کہ زیادہ خوف پیدا ہو ، یعنی اگر تمہیں معلوم ہوتا تو دنیا کی عزت و تکبر تمہیں دھوکہ نہیں دیتی اور آخرت کی پریشانی اور دہشت سے تم غافل نہیں ہوتے، جیسا کہ نبیؐ نے فرمایا: "اگر تم جان لیتے جو میں جانتا ہوں تو تم کم ہنستے اور زیادہ روتے (یہ بخاری کی روایت کردہ حدیث کا حصہ ہے)، (از تفسیر صفوه التفاسیر)۔

التسہیل میں ہے کہ : جواب (لو) محذوف ہے اور اس کی تقدیری عبارت یوں ہے : اگر تم جانتے ہوتے، تو بس کرتے ، اور آخرت کے لیے تیاری کرتے، (لو) کا جواب ڈر اور خوف ایجاد کرنے کے لیے محذوف رکھا گیا، تاکہ سننے والا اس کی تعریف کرے جسے وہ بڑا سمجھتا ہے، جیسے آیت : " وَلَوۡ تَرٰٓى اِذۡ وُقِفُوۡا عَلَى النَّارِ" (التسهيل: 416/4)۔

" علم اليقين " یعنی : یقینی طور پر ہوگا۔

" لَوۡ تَعۡلَمُوۡنَ عِلۡمَ الۡيَقِيۡنِ" (اگر تم یقینی طور پر اپنی دولت کی فراوانی پر شیخی مارنے اور گھمنڈ کرنے کا انجام جانتے) مگر تمہیں تو ادنی سا علم بھی نہیں ہے ، یعنی : یقینی علم نہیں رکھتے ہو ، اگر علم اليقين بھی ہوتا تو تمہیں کافی ہوتا۔

یقینی علم وہ ہے جو حقیقت کے مطابق یقین سے پیدا ہو ، یا عینی مشاہدہ سے یا کسی قطعی اور مستحکم وجہ سے وجود میں آیا ہو، جس پر عقل صحیح یا رسول اکرم ؐ سے نقل ثابت اس پر دلیل ہو ۔

لَتَرَوُنَّ الۡجَحِيۡمَۙ ۝٦	کہ یقینا تم ضرور جہنم کو دیکھو گے

مفسر آلوسی فرماتے ہیں: یہ پوشیدہ جواب قسم ہے جس پر وعید کو مؤثر اور دھمکی کو سخت کردیا ہے ، یعنی : پروردگار کی قسم تم دوزخ کی آگ کو اپنی آنکھوں سے دیکھو گے، اور صاف صاف مشاہدہ کروگے، کیا تم نے ایسا کوئی عمل انجام دیا ہے جو نجات بخش ہو اور تمہیں دوزخ کی آگ سے بچاسکے اور اس سے دور کردے؟

(c) ketabton.com: The Digital Library

ثُمَّ لَتَرَوُنَّهَا عَيْنَ الْيَقِيْنِ ۙ۝۷	پھر یقینا تم ضرور اسے یقین کی آنکھ سے دیکھ لو گے

البحر میں ہے کہ : اللہ تعالی نے " عين اليقين " لا کر اس وہم کو دور کردیا ہے کہ پچھلی آیت میں جس رؤیت کا ذکر کیاگیا ہے، وہاں مجازی معنی مراد لیا ہے (البحر: 508/8) یعنی :پھر تم دوزخ کو اس رؤیت کے ساتھ اپنی آنکھوں سے دیکھ لوگے جو بالکل یقینی ہے، بعبارت دیگر: یہ ان کی جہنم میں ابدی زندگی کی خبر ہے ، یعنی : ان کی یہ رؤیت مسلسل ، مستقل اور بلا تعطیل ہے، ابن کثیر فرماتے ہیں : یہ آیت پچھلی آیت میں ذکر شدہ سرزنش کی تفسیر ہے ، یعنی : "لَتَرَوُنَّ الْجَحِيْمَ" حضرت ابن عباس ؓ فرماتے ہیں کہ : جب حضرت موسیٰ کوہ طور میں تشریف فرما تھے ، تو ان کی قوم کے لوگ بچھڑے کی پرستش کرنے لگی ، اللہ تعالی نے موسی کو وہیں پر مطلع فرمایا کہ آپ کی قوم ایسی مصیبت میں گرفتار ہوگئی ہے، اس وقت ان کو اتنا اثر نہیں ہوا تھا جتنا قوم کے پاس آنے کے بعد ان کو دیکھ کر ہوا ، بے ساختہ انہوں نے الواح تورات کو زمین پر رکھا ، (رواه احمد و الطبرانی بسند صحيح).

ثُمَّ لَتُسْئَلُنَّ يَوْمَئِذٍ عَنِ النَّعِيْمِ ۝۸	تم اس دن نعمتوں کے بارے میں ضرور پوچھے جاؤگے

پھر اس دن تم سب سے ان نعمتوں کے بارے باز پر س ہوگی جو تمہارے پاس تھیں، یعنی: دنیا کی ان نعمتوں کو شمار کرنے کے مقام پر جس نےتم سے آخرت کا کام بھلادیاتھا ، پوچھے جاؤگے کہ کیا تم نے ان نعمتوں کا شکر ادا کیا کہ نہیں۔

"ثُمَّ لَتُسْئَلُنَّ" لام تا كيد ابتدا میں اور نون ثقيله آخر میں، يه اس بات کی تاکید هے که لازمی طور پر تم سے پوچھا جائے گا، "يَوْمَئِذٍ" جس دن دوزخ کویقینی طور پر دیکھوگے، "عَنِ النَّعِيْمِ " وہ نعمتیں جن کے تم مالک ھو اور جن سے تم لطف اندوز ہوئے، جیسے : صحت ، فراغت، راحت، کھا نا ، پینا وغیرہ، جو نعمتیں تمھیں عطا کی گئی ھیں قیامت کے دن ان کے متعلق تم سے پوچھا جائے گا که کیا تم نے اللہ تعالی کا حق ادا کیا هے که نهیں؟ صحت مند جسم کے ساتھ اللہ تعالی کی عباد ت کی هے، اور مال و دولت سے زکوة ادا کی هے، مذکوره بالانعمتوں کا جس نے شکر ادا کیا تو اسے نجات ملے گی، اور جس نے ان نعمتوں کا شکر ادا نهیں کیا تو مستحق عذاب ٹھہرے گا، ان نعمتوں کو اللہ تعالی کے دین کی خدمت اور اطاعت میں خرچ هوناچاهیے، کیونکه هم سے اس بارے میں پوچھا جائے گا، اس سلسلے میں مذکور احادیث اس سوال کی عمومیت کے لیے مفید

(c) ketabton.com: The Digital Library

هیں، یعنی: تمام انسان به شمول مؤمن اور کافر کے سب سے پوچھا جائے گا، لیکن کفار سے سرزنش کے طور پر، کیونکه انهوں نے نعمتوں کا شکر ادا نهیں کیا، اور مؤمن سے سوال کرنا یه عزت کے لیے ہوگا، کیونکه وه شکر گزار تهے۔

حدیث شریف میں هے مدینه میں حضرت عمر ؓ نے رسول الله صلی الله علیه وسلم سے پوچها اور کها: اے الله کے رسول! هم سے کس نعمت کے بارے میں پوچها جائے گا، جبکه هم تو اپنے گهروں سے بے دخل هوئےهیں، رسول الله صلی الله علیه وسلم نے فرمایا: سایه بان کے سائے کا درختوں او ردیگر چیزوں کے سائے کا جو آپ لوگوں کو گرمی، سردی سے محفوظ رکهتاهے، اور گرمی کے دن ٹهندے پانی کا سوال کیا جائے گا ۔

اسی طرح حدیث شریف ہے جو که ابن أبی شیبه نے احمد بن لبید سے روایت کی هے ، کہتے ہیں: "جب سوره تکاثر نازل هوئی تو رسول الله صلی الله علیه وسلم نے صحابه کے سامنے تلاوت کی جب اس آیت پر پهنچے : "ثُمَّ لَتُسْـَٔلُنَّ يَوْمَئِذٍ عَنِ النَّعِيمِ " تو صحابه کرام نے پوچها: اے الله کے رسول ! هم سے کونسی نعمتوں کا پوچها جائے گا، جبکه همارے پاس پانی اور کهجور کے علاوه کچھ بهی نهیں هے، اور هماری تلواریں همارے گلے میں لٹکی هوئی هیں، اور دشمن بهی سامنے هیں؟ آخر وه کونسی نعمت هے جس کے متعلق هم سے باز پُرس هوگی؟ رسول الله صلی الله علیه وسلم نے فرمایا: یه پوچهنا ایک حقیقت هے تبدیل نهیں هوگا" ۔

اسی طرح حدیث شریف میں ابن عباس رضی الله عنهما سے روایت میں آیاهے که رسول الله صلی الله علیه وسلم نے فرمایا: دونعمتیں ایسی هیں که لوگ ان سے غافل هیں: صحت ، اور فراغت، یعنی: اکثر لوگ ان دو نعمتوں کا شکر ادا کرنے میں کوتاهی کرتے هیں، اور اپنا فرض ان کے متعلق پورا نهیں کرتے ، بس جس کے ذمے جو حق هے اسے ادا نه کرے وه درحقیقت نقصان اٹهانے والاهے ۔

اسی طرح حدیث شریف میں یه روایت ابی برزه ؓ کی هے که رسول الله صلی الله علیه وسلم نے فرمایا: "لا تزول قدما العبد يوم القيامة حتى يسأل عن أربع: عن عمره فيم أفناه، وعن شبابه فيم أبلاه، وعن ماله من أين اكتسبه وفيم أنفقه، وعن علمه ماذا عمل به "

(بند ے کے قد م قیامت کے دن اس وقت تک ہل نہیں سکیں گے جب تک که اس سے چار چیزوں کے بارے میں سوال نه کیا جائے: اس کی زندگی کے بارے میں ، اس نے وه کیسے گذاری، اس کی جوانے کے بارے میں ، که اس نے کس طرح گزاری، اس کے مال و دولت کے بارے میں ،

(c) ketabton.com: The Digital Library

کهاں سے حاصل کیا ؟ اور کهاں خرچ کیا ، او ر اس کے علم کے بارے میں که اس پر کیسا عمل کیا؟)۔
اسی طرح حدیث شریف میں مسلم اور اصحاب سنن سے مروی هے که حضرت ابوهریره رض نے کها: رسول الله صلی الله علیه وسلم اپنے گهر سے باهرنکلے تو حضرت ابوبکر رض اور عمر رض سے ملے ، آپ نے پوچها که : اس وقت کونسی چیز تمہیں گهروں سے باہر لے آئی ہے؟ ان دونوں نے کها: بهوک نے یا رسول الله ! رسول الله صلی الله علیه وسلم نے فرمایا: اس ذات کی قسم جس کے هاتھ میں میری جان هے ، مجهے بهی یہی چیز باهر لائی هے جو آپ دونوں کو باهر لائی هے، پهر وه دونوں آپ ص کے ساتھ ایک انصاری کے گهر تشریف لے گئے، وه شخص گهر پر نهیں تها، جب اس کی بیوی نے رسول الله صلی الله علیه وسلم کو دیکها، توکہا: خوش آمدید! رسول الله صلی الله علیه وسلم نے اس سے دریافت کیا که: فلاں (تیرا شوهر) کهاں هے؟ عورت نے کها: وه همارے لیے میٹها پانی لینے گیا هے، اسی دوران وه انصاری آدمی پهنچ گیا، بنی صلی الله علیه وسلم اور ان کے دو دوستوں کی طرف نگاه دوڑائی، اور کها: تمام تعریفیں الله کے لیے هیں: آج کسی کے پاس بهی مجھ سے زیاده معزز مهمان نهیں هیں، پهر رسول الله صلی الله علیه وسلم اور ان کے ساتهیوں کا گرم جوشی سے استقبال کیا، اور خود کهجوروں کے باغ میں گیا، اور کهجور وں کا ایک گچها لایا جس میں پکی کچی دونوں قسم کی کهجوریں تهیں، ان کو کهجور کهانے کی دعوت دی ، پهر اس نے چهری لی، رسول الله صلی الله علیه وسلم نے فرمایا: ایسا نه هو که کوئی دوده والا جانور ذبح کردو؟ پهر اس نے ایک دنبه ذبح کردیا، جب سب نے دنبه کا گوشت اور کهجوریں کهائیں ، میٹها پانی بهی پی کر سیراب هوئے، رسول الله صلی الله علیه وسلم نے ابوبکر رض اور عمر رض سے مخاطب هوکر فرمایا: اس ذات کی قسم جس کے هاتھ میں میری جان هے، یقیناً قیامت کے دن ان نعمتوں کے بارے میں پوچهے جاؤگے ۔

اسلام میں فخر

نسب پر فخر کرنا جهالت کی بات هے، رسول الله صلی الله علیه وسلم نے ان کاموں سے لاتعلقی اختیار کی هے، الله کا فرمان هے : "وَرَفَعۡنَا بَعۡضَهُمۡ فَوۡقَ بَعۡضٍ دَرَجٰتٍ " (سوره زخرف : 32) اور هم نے بعض کو بعض پر فوقیت دی)۔
اُس فوقیت سے مراد دنیاوی امور هیں ، کیونکه الله تعالی فرماتاهے: "وَقَالُوۡا لَوۡلَا نُزِّلَ هٰذَا الۡقُرۡاٰنُ عَلٰى رَجُلٍ مِّنَ الۡقَرۡيَتَيۡنِ عَظِيۡمٍ ﴿۳۱﴾ اَهُمۡ يَقۡسِمُوۡنَ رَحۡمَتَ رَبِّكَ ؕ نَحۡنُ قَسَمۡنَا بَيۡنَهُمۡ

(c) ketabton.com: The Digital Library

مَّعِيشَتَهُمْ فِي الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا وَرَفَعْنَا بَعْضَهُمْ فَوْقَ بَعْضٍ دَرَجٰتٍ لِّيَتَّخِذَ بَعْضُهُمْ بَعْضًا سُخْرِيًّا ۗ وَرَحْمَتُ رَبِّكَ خَيْرٌ مِّمَّا يَجْمَعُوْنَ ۝٣٢" (سوره دزخرف: 32) ترجمه :" اور (یه بهی) کهنے لگے که یه قرآن ان دونوں بستیوں (یعنی مکه اور طائف) میں سے کسی بڑے آدمی پر کیوں نازل نهیں کیا گیا؟ کیا یه لوگ تمهارے پروردگار کی رحمت کو بانٹتے هیں ؟ هم نے ان میں ان کی معیشت کو دنیا کی زندگی میں تقسیم کردیا اور ایک کے دوسرے پر درجے بلند کیے تاکه ایک دوسرے سے خدمت لیں اور جو کچھ یه جمع کرتے هیں تمهارے پروردگار کی رحمت اس سے کهیں بهتر هے"۔

ایک بنده فقیر، دوسرا دولتمند ، ایک بیمار، دوسرا صحت مند، ایک مضبوط طاقتور، دوسرا کمزور ، آیت سے مراد یه هے۔

نسب پر فخر کرنا جاهلیت کے دعووں میں سے هے رسول الله صلی الله علیه وسلم نے ایسا کرنے والوں سے لاتعلقی کا اظهار کیا هے ، الله تعالی فرماتا هے: " يٰۤاَيُّهَا النَّاسُ اِنَّا خَلَقْنٰكُمْ مِّنْ ذَكَرٍ وَّاُنْثٰى وَجَعَلْنٰكُمْ شُعُوْبًا وَّقَبَآئِلَ لِتَعَارَفُوْا ۚ اِنَّ اَكْرَمَكُمْ عِنْدَ اللّٰهِ اَتْقٰىكُمْ ۚ اِنَّ اللّٰهَ عَلِيْمٌ خَبِيْرٌ ۝١٣ " (حجرات: 13)" لوگو! هم نے تم کو ایک مرد اور ایک عورت سے پیدا کیا اور تمهاری قومیں اور قبیلے بنائے تا که ایک دوسرے کو شناخت کرو اور خدا کے نزدیک تم میں زیاده عزت والا وه هے جو زیاده پرهیزگار هے بیشک خدا سب کچھ جاننے والا (اور) سب سے خبردار هے" ، قوم قبیلے بنائے کا مقصد ایک دوسرے کو پهچاننا هے نه که فخر کرنا ۔

شیخی مارنا اور گهمنڈ کرنا

اخلاقی برائیوں میں سے ایک بهت هی بُری انسانی خصلت فخر اور گهمنڈکرناهے ، فخر سے مراد یه هے که کوئی شخص دوسروں کے سامنے گهمنڈکرتاهے، اپنے اندرمحسوس هونے والے غیر حقیقی یا حقیقی کمالات کی وجه سے ، اور ان پر فخر کرتاهے، فخر تکبر کا ایک حصه هے، یا اس کی ابتدا تکبر سے هوتی هے، اس لحاظ سے جتنی آیات اور روایات تکبر کے بارے میں آئی هیں وه شیخی مارنے کو بهی شامل هیں، فخر یا شیخی مارنا جهالت اور نادانی کی جڑهے، جیسا که تکبر بهی جڑهے، اس لیے جاهل انسان نه کمالات کو پهچانتاهے، نه هی کمال کی اصل علت کو، اس وجه سے وه بعض خامیوں کو کمال سمجهتاهے، اور اپنے خیالی کمال پر فخر کرتاهے، یا اپنے اندر موجود کمالات کو اپنی تخلیق سجهتاهے ، اور وه کمال کے ماخذ و منشأ کو بهول جاتا هے، جو که خدا تعالی هے ، چنانچه یه دونوں خصوصیات جهالت کا حصه هیں ۔

(c) ketabton.com: The Digital Library

حضرت علی رضی الله عنه فرماتے هیں: " لَا حُمْقَ اَعْظَمُ مِنَ الْفَخْرِ " (دوسروں پر شیخی مارنے سے بڑی حماقت کوئی نہیں) ۔

شیخی مارنے کا علاج

اخلاقی برائیوں کا علاج اور روک تهام اس وقت ممکن هے کہ جب ان میں مبتلا شخص اسے واقعی برائی سمجهے او رذاتی طور پر اس کے علاج کے لیے اقدامات کرے، ورنه اس مرض کا علاج معالجه ناممکن هوجائے گا، کیونکه جو لوگ اس مرض میں مبتلا هیں وه اسے اخلاق حسنه کے زمرے میں شما رکرتے هیں، اور اس نکته پر توجه نهیں کرتے که: "أكبر الفخر ألا تفخر " هے ، اسی لیے گهمنڈ سے روکنا ممکن نهیں هے .

اس بنا پر علمائے کرام کا کهنا هے که علاج کا پهلا مرحله یه هے که جو شخص اس مرض میں مبتلا هو اسے یه سمجهایا جائے که یه خصلت اخلاقی برائیوں میں سے هے ، اسے علاج معالجه کی کوشش کرنی چاهیے ، مرض کے علاج کا دوسرا مرحله یه هے که : اس مرض میں مبتلا شخص میں اس مرض کے عامل او رسبب کی تشخیص کی جائے ، مطلب یه که جو شخص گهمنڈ کررهاهے اس کے پاس کیا هے ، جس کی وجه سے اس میں یه بری صفت پیدا هوئی هے ؟ یا اس چیز کی وجه سے هے جوصرف اس میں هے، جیسے: علم، حسن، طاقت یا دولت هے جس پرکه وه گهمنڈ کرتاهے، یا جو کچھ دوسروں میں بهی ہے، جیسے: حسب و نسب اور رشته داروں کی نیکی و فضیلت پر شیخی مارنا، اگر پهلا هے تو اسے سمجها نا چاهیے که ان چیزوں میں سے جو اس کے اندر هیں تو اس میں اس کا کوئی کردار نهیں هے، جیسا که خدا تعالی نے جو حسن دے کر قدرت نمائی کی هے اس سے اس کا کوئی تعلق نهیں هے ، دوسری بات یه هے که حسن وجمال ایک دن گل سڑکر مٹی میں بدل جائے گا، جیسا که پهلے نطفه اور گنده پانی تها .

دوسرے حصے میں ، جیسے: دولت اور طاقت ، سب سے پهلے اسے یه معلوم هونا چاهیے که وه ایک دربان هے ، اور اپنے وارثوں کے لیے ذخیره اندوزی کررهاهے، دوسرے لوگ اس کا یه مال کهائیں گے، وه اپنا حساب چکائے گا، یه بات قابل فخر نهیں هے، اور دوسری بات اسے معلوم هوناچاهیے که یه سب کچھ الله تعالی کی قدرت کے مقابلے میں کچھ بهی نهیں هے، فخر کم ظرفی اور تنگ نظری کی وجه سے هوتاهے، وه شخص جو اپنے کم سے کم مال پر فخر کرتاهے اور دوسروں کے مهنگے مال کو نهیں دیکهتا، چنانچہ وه جهالت میں مبتلا هے نهیں دیکهتا کہ، اس کی

(c) ketabton.com: The Digital Library

صلاحیت بھی ایک معمولی چیزہے اور وہ بھی خیالی ہے مگر اس نے پھر بھی اسے اکڑ میں رکھا ھے، ایسے شخص کو اپنے حال پر افسوس ھوناچاھیے کہ او روں نے سترشھر عشق کی سیر کی ھے، لیکن ھونٹوں پر سکوت کی مھر لگا رکھی ھے، لیکن وہ کسی گلی کے موڑپر کھوگیاھے، اور اپنی منزل کی طرف ایک قدم بھی نھیں بڑھایا، اور کوئی فضیلت بھی حاصل نھیں کرسکا، اس کی آواز انکر الاصوات ہے جو گھمنڈ کے ساتھ اونچی ھے، اور کھوکھلے ڈرم کی طرح بج رہاہے ۔

علم الیقین کیا ھے؟ اور کن لوگو ں کے لیے مخصوص ھے؟

علم الیقین کا موضوع جس کا ذکر سورۃ " تکاثر" آیت: 5 میں کیا گیاھے، " كَلَّا لَوْ تَعْلَمُونَ عِلْمَ الْيَقِينِ" ترجمہ: ہر گز نہیں! اگر تم یقینی علم کی حیثیت سے (اس روش کے انجام کو) جانتے ہوتے (تو تمہارا یہ طرز عمل نہ ہوتا)۔

اگر علم الیقین اس طرح جان لو جیسا کہ دنیا کی قطعیات اور یقینیات کو جانتے ھوکہ کونسی قسمت تمہارا انتظار کررھی ھے اورتم کھا ں جارھے ھو بلاشبہ یہ سوچ آپ کو کثرت طلبی اور فخر کرنے سے روکے گی، اور دنیا کبھی تمہیں ایسے عظیم کام سے غافل نھیں کرے گی، علم یقین ایک ایسا علم ھے کہ جو حقیقت کے مطابق اعتقاد اور یقین سے پیدا ھواھو، اور معروضی مشاھدے سے یا کسی قطعی اور مستحکم دلیل سے نکلاھو جو عقل صحیح یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی روایت اس پر دلالت کرے، علم یقین وہ نھیں ھے جو اھل تصوف کے ہاں تصور ھے کہ وہ ایک مقام ومرتبہ ھے جسے انسان حاصل کرسکتاھے، اور پھر اس کے ذمے سے شرعی فرائض ساقط ھوجاتےہیں، کیونکہ وہ کھتے ھیں کہ خدا تعالی فرماتاھے: " وَاعْبُدْ رَبَّكَ حَتَّىٰ يَأْتِيَكَ الْيَقِينُ ۝٩٩" (سورۃ الحجر:99) ترجمہ : "اور اپنے پروردگار کی عبادت کئے جاؤ یھاں تک کہ تمھیں علم الیقین آجائے " ۔

یہ در حقیقت قرآن کریم کے معنی کی تحریف ھے، کیونکہ وہ کھتےھیں کہ مکلفیت صرف اس وقت تک ھے جب تک آدمی علم الیقین کے درجہ کو نہ پھنچ جائے، لیکن جیسے ھی وہ اس درجہ کو پھنچ جائے تو شرعی فرائض اس سے ساقط ہوجاتے ہیں ، جبکہ علم الیقین کا صحیح مفھوم اس آیت میں موت ھے، یعنی اس وقت تک عبادت کرو جب تک زندہ ھو، یہ آیت اس بات کی دلیل ھے کہ اللہ تعالی کی عبادت جیسے: نماز وغیرہ انسان پر اس وقت تک فرض ھے ، جب تک اس کی عقل کام کرتی ھے، لھذا مؤمن کو چاھیے کہ چاھے جس جسمانی کیفیت میں ہو اپنی حالت کے مطابق نماز پڑھے، جیساکہ حدیث شریف میں آیاھے کہ: "کھڑے ھو کر نماز پڑھو، اور اگر نھیں کرسکتے تو بیٹھ کر، اگر نھیں کرسکتے تو اپنی پھلو پر" اس لیے

(c) ketabton.com: The Digital Library

یہ آیت تصوف کی بات کو غلط ثابت کرتی ہے جو کہتے ہیں: "یقین" سے مراد اس آیت میں "معرفت" ھے ؛ لھذا ان کے نزدیک معنی یہ ھے کہ اپنے رب کی اس وقت تک عبادت کرو ، جب تک کہ تم علم اور معرفت کی حد کو نہ پہنچ جاؤ، پس جب ان میں سے ایک - ان کی رائے میں - علم کی حد کو پہنچ جائے، تو شرعی فرائض اس سے ساقط ھوجائیں گے .

اس میں کوئی شک نہیں کہ یہ رائے – جیسا کہ ابن کثیر نے کہا - کفر گمراھی اور جھالت ھے، کیونکہ با وجود اس کے کہ انبیاء اور ان کے اصحاب سب سے زیادہ خدا اور اس کے حقوق کے بارے میں جاننے والے تھے، اس کے باوجود وہ اپنی موت تک خدا کی عبادت میں مصروف اور نیک اعمال کرنے میں سب سے زیادہ متقی اور محتاط تھے، خدا تعالی کے بارے میں ان کے علم کے کمال نے انھیں اپنے فرائض اور عبادت سے کبھی نہیں روکا، بلکہ عاجزی ، خشوع ، دعا میں ان کی محنت اور بڑھ جاتی تھی، صوفیاء کے اس جھوٹے قول کی تردید میں ایک اور آیت کی گواھی لے سکتے ھیں، جو اھل جھنم کی زبانی ھے، خداتعالی ان کےمتعلق فرماتے ھیں :" اِلَّآ اَصْحٰبَ الْيَمِيْنِ۝۳۹ فِيْ جَنّٰتٍ۝۰ۣ يَتَسَاۗءَلُوْنَ۝۴۰ۙ عَنِ الْمُجْرِمِيْنَ۝۴۱ۙ مَا سَلَكَكُمْ فِيْ سَقَرَ۝۴۲ قَالُوْا لَمْ نَكُ مِنَ الْمُصَلِّيْنَ۝۴۳ۙ وَلَمْ نَكُ نُطْعِمُ الْمِسْكِيْنَ۝۴۴ۙ وَكُنَّا نَخُوْضُ مَعَ الْخَاۗىِٕضِيْنَ۝۴۵ۙ وَكُنَّا نُكَذِّبُ بِيَوْمِ الدِّيْنِ۝۴۶ۙ حَتّٰٓي اَتٰىنَا الْيَقِيْنُ۝۴۷ۭ " (سورة المدثر : 39 تا 74). (مگر دائیں طرف والے جنتونمیں سوال کریں گے مجرموں سے تمھیں کس چیز نے دوزخ میں ڈال دیا؟ وہ کھیں گے: ھم نماز ادا کرنے والوں میں نھیں تھے، اور نہ ھم مسکین کو کھلا تے تھے، ھم بیھودہ بحث کرنے والوں کے ساتھ مل کر فضول بحث کیا کرتے تھے، اور ھم جزا کے دن کو جھٹلاتے تھے ، یھاں تک کہ ھمارے پاس یقین آگیا) یقین سے مراد موت ھے اس آیت میں .

یقین کے بارے میں قرآن مجید میں تین جملے ھیں" (1)علم الیقین ، (2) حق الیقین ، (3) عین الیقین ، خدا تعالی فرماتے ھیں : " اِنَّ هٰذَا لَهُوَحَقُّ الْيَقِيْنِ۝۹۵ۚ" (سور ہ واقعہ: 90) " كَلَّا لَوْ تَعْلَمُوْنَ عِلْمَ الْيَقِيْنِ۝۵ۭ" (التکاثر: 5) ثُمَّ لَتَرَوُنَّهَا عَيْنَ الْيَقِيْنِ۝۷ۙ (التکاثر:7) علم الیقین سے مراد وہ خبر ھے جس کا اظھار معتبر اور سچے لوگوں نے کیا ھو، اس طرح کہ اس کی صداقت یا وجود میں کوئی شک نہ ھو، عین الیقین اس وقت ھے جب وہ سنی ھوئی خبر کو دیکھے، اور حق الیقین اس وقت ھے جب اس خبر کو جانچے اور چھوئے

(c) ketabton.com: The Digital Library

، مثلاً : اگر معتبر اور دیانتدار لوگ کهیں که شهد میٹها هے، یه علم ایقین کی طرح هے، که ایک آدمی یقین کرتاهے که شهد نام کی کوئی چیز هے ، جس کا ذئقه میٹهاهے، اور جب وه اسے دیکهتا هے تو عین الیقین کے درجه پر پهنچ جاتا هے، اور جب وه اسے پیتاہے تو حقّ الیقین کی درجه پر پهنچ جاتا هے، پس الله تعالی نے جس جنت کا ذکر انبیاء کی زبان سے مؤمنین کے لیے کیا هے، وه علم الیقین هے، کیونکه ان کو یقین هے که آخرت میں ایک ابدی نعمت هے جسے جنت کهتے هیں ، اور جب وه اسے دیکهیں گے عین الیقین کے درجے پر پهنچیں گے اور جب جنت میں داخل هوں گے اور جنت کی لذتوں سے لطف اندوز هوں گے تو حق الیقین کے درجه پر پهنچ جائیں گے ، کیونکه وه اس تک پهنچے جس کے بارے میں انهیں بتایا گیاتها، پهر اسے دیکها، اور اس کا مزه چکها .

مسلمان بهائی پر مسلمان کے حقوق

ایک مسلمان اپنے مسلمان بهائی کے حقوق اور فرائض پر یقین رکهتاهے، وه اپنے مسلمان بهائی کے حقوق کا احترام اور ان کی ادائیگی کا خود کو پابند سمجهتا هے، مسلمان کو یقین هے که دوسرے مسلمان بهائی کا احترام اور حقوق کی ادائیگی خدا کی عبادت اور قرب الٰهی هے، جو مسلمان کو خدا سے نزدیک کرتاهے، کیونکه ان حقوق کو خدانے واجب کیاهے، اس لیے خدا کا حکم سمجهتے هوئے ان کا لحاظ کرنا چاهیے، یه آداب اور حقوق نیچے بیان کے گیے تشریح کے مطابق هیں:

1 - جب کسی مسلما بهائی سے ملاقات هو تو سب سے پهلے اسے سلام کرنا چاهیے، اور کهے : " السلام علیکم ورحمة الله" اور اس سے مصافحه کرے، سلام کا جواب ایسے دینا چاهیے " وعلیکم السلام ورحمة الله وبرکاته " ، کیونکه خدا تعالی فرماتاهے: " وَإِذَا حُيِّيتُمْ بِتَحِيَّةٍ فَحَيُّوا بِأَحْسَنَ مِنْهَا أَوْ رُدُّوهَا " (النساء : 86) ترجمه:"اور جب تم کو کوئی دعا دے تو (جواب میں) تم اس سے بهتر (کلمے) سے (اسے) دعا دو یا انهیں لفظوں میں سے دعادو ".

2 - جب مسلمان بهائی کو چهینک آئے تو وه : الحمد لله کهے، اس کے چهینک کے جواب میں : " یرحمك الله" (خدا تجه پر رحم کرے) کهے ، اور چهینکنے والا اس کے جواب میں کهے: " يَهْدِيكُمُ اللهُ وَيُصْلِحُ بَالَكُمْ " (الله تمهیں هدایت دے اور تمهارا حال درست کرے).

(c) ketabton.com: The Digital Library

3 - جب مسلمان بیمار هوجائے تو دوسرا مسلمان بهائی اس کے لیے دعا کرے، اور اس کی عیا دت کرے، کیونکه صحیح حدیث میں هے: "مسلمان کے دوسرے مسلمان پر پانچ حقوق هیں : (1) سلام کا جواب دینا، (2) بیمارکی عیادت کرنا، (3) جنازہ میں شرکت کرنا (4) دعوت قبول کرنا ، (5) چهینک کا جواب دینا (متفق علیه) .

4 - مسلمان کا مسلمان پر یه حق هے که جب وہ فوت هوجائے تو نماز جنازہ اور تکفین و تدفین کےمعاملات میں شرکت کرے۔

5 - جب بهی کوئی مسلمان بهائی کسی مسلمان بهائی سے کسی مسئله میں مشورہ کرے اور کسی خیرونیکی کی تلاش میں هو، تو ضروری هے که اسے نیکی اور خیرکا راسته بتائے اور اسے مفید رہنمائی فراهم کرے، یعنی: جس قسم کے مشورے کو وہ شخص اپنے لیے مفید سمجهتاهے ، وہ مشورہ لینے والے شخص کو بهی دے .

6 - جو کچه ایک مسلمان اپنے لیے پسند کرتاهے اسے دوسرے مسلمان کے لیے بهی پسند کرے، اور هر وہ چیز جو اپنےلیے پسند نهیں کرتا وہ دوسرے مسلمان کے لیےبهی پسند نهیں کرے ، کیونکه رسول الله صلی الله علیه وسلم نے فرمایا: "لَا يُؤْمِنُ أَحَدُكُمْ حَتَّى يُحِبَّ لِأَخِيهِ مَا يُحِبُّ لِنَفْسِهِ وَيَكْرَهُ لَهُ مَا يَكْرَهُ لِنَفْسِهِ" ترجمه: "تم میں سے کوئی شخص ایماندار نه هوگا جب تک اپنے بهائی کے لیے وہ نه چاهے جو اپنے لیے چاهتاهے اور وہ چیز اس کے لیے بهی ناپسند کرے جو اپنے لیے ناپسند کرتاهے".

7 - ایک مسلمان کے لیے پر ضروری هے که دوسرے مسلمان کی ضرورت اور حاجت کے وقت مدد کرے، اور اسے بے یار و مددگار نه چهوڑے .

8 - ایک مسلمان کو چاهیے که دوسرے مسلمان کو هراساں نه کرے، اور کسی مسلمان کے مال ، عزت او رناموس پر حمله کرنے سے باز رهے، کیونکه حدیث میں هے: "كُلُّ الْمُسْلِمِ عَلَى الْمُسْلِمِ حَرَامٌ، دَمُهُ وَمَالُهُ وَعِرْضُهُ" (مسلمان کی تما م چیزیں دوسرے مسلمان پر حرام اور قابل احترام هیں : مسلمان کا خون، مال اور عزت و آبرو دوسرے مسلمان پر حرام هے" (مسلم).

9 - ایک مسلمان کو چاهیےکه دوسرے مسلمان کے ساته عاجزی سے پیش آئے، اور شیخی نه مارے، کسی مسلمان کے لیے جائز نهیں هے که وہ دوسرے مسلمان کو اس مباح جگه سے اٹهائے جس پر وہ پهلے سے بیٹها هے، اور اس کی جگه خود بیٹه جائے ، "وَلَا تُصَعِّرْ خَدَّكَ لِلنَّاسِ وَلَا تَمْشِ فِي

(c) ketabton.com: The Digital Library

الْاَرْضِ مَرَحًا۔ اِنَّ اللهَ لَا یُحِبُّ کُلَّ مُخْتَالٍ فَخُوْرٍ۝۱۸" (سوره لقمان: 18) ترجمه: " اور (از راهِ غرور) لوگوں سے گال نه پهلانا اور زمين ميں اکڑ کر نه چلنا خدا کسی اترانے والے کو پسند نهيں کرتا " ۔

10 - کسی مسلمان کےلیے جائز نهيں که وه کسی مسلمان بهائی سے تين دن سے زياده مدت تک تعلق منقطع رکهے۔

11 - کسی مسلمان کے بارے ميں برائی کی باتيں يا غيبت نه کی جائے ، اور کوئی مسلمان دوسرے مسلمان کی تذليل نه کرے، اس کا مذاق نه اڑائے، اس ميں عيب تلاش نه کرے، کسی کو برے القاب سے ياد نه کرے، اور چغل خوری نه کرے، کيونکه الله تعالی فرماتا هے: "يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا اجْتَنِبُوْا كَثِيْرًا مِّنَ الظَّنِّ۔ اِنَّ بَعْضَ الظَّنِّ اِثْمٌ وَّلَا تَجَسَّسُوْا وَلَا يَغْتَبْ بَّعْضُكُمْ بَعْضًا۔ اَيُحِبُّ اَحَدُكُمْ اَنْ يَّاْكُلَ لَحْمَ اَخِيْهِ مَيْتًا فَكَرِهْتُمُوْهُ۔" (حجرات: 12) ترجمه:" اے اهل ايمان ! بهت بدگمانی کرنے سے احتراز کرو که بعض بدگمانی گناه هے اور ايک دوسرے کے حال کا تجسس نه کيا کرو اور نه کوئی کسی کی غيبت کرے کيا تم ميں کوئی اس بات کو پسند کرے گا که اپنے مرے هوئے بهائی کا گوشت کهائے اس سے تو تم ضرور نفرت کروگے (تو غيبت نه کرو) او رخدا کا ڈر رکهو بيشک خدا توبه قبول کرنے والا مهربان هے "

اور فرماتا هے: "يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا يَسْخَرْ قَوْمٌ مِّنْ قَوْمٍ عَسٰٓى اَنْ يَّكُوْنُوْا خَيْرًا مِّنْهُمْ وَلَا نِسَآءٌ مِّنْ نِّسَآءٍ عَسٰٓى اَنْ يَّكُنَّ خَيْرًا مِّنْهُنَّ۔ وَلَا تَلْمِزُوْٓا اَنْفُسَكُمْ وَلَا تَنَابَزُوْا بِالْاَلْقَابِ۔ بِئْسَ الِاسْمُ الْفُسُوْقُ بَعْدَ الْاِيْمَانِ۔ وَمَنْ لَّمْ يَتُبْ فَاُولٰٓئِكَ هُمُ الظّٰلِمُوْنَ۝۱۱ " (سوره حجرات: 11) ترجمه: "مؤمنو! کوئی قوم کسی قوم سے تمسخر نه کرے ممکن هے که وه ان سے بهتر هوں اور نه عورتيں عورتوں سے (تمسخر کريں) ممکن هے که وه ان سے اچهی هوں اور اپنے (مؤمن بهائی) کو عيب نه لگاؤ اور نه ايک دوسرے کا برا نام (رکهو) ايمان لانے کے بعد برا نام رکهنا گناه هے اور جو توبه نه کريں وه ظالم هيں "۔

12 - کسی مسلمان کے ليے جائز نهيں هے که دوسرے مسلمان بهائی کی بُرائی کرے، چاهے مرده هو يا زنده ۔

13 - کسی مسلمان کے ليے جائز نهيں هے که وه دوسرے مسلمان سےحسد، بغض رکهے اوراس پر شک کرے، اور اس کی جاسوسی کرے، کيونکه حضور نبی اکرم صلی الله عليه وسلم کا ارشاد هے: آپس ميں حسد، بغض اور رنجش نه رکهو، ايک دوسرے سے منه مت موڑو، اور ايک

(c) ketabton.com: The Digital Library

دوسرے کے لین دین میں دخل نہ دو، اے اللہ کے بندو بھائی چارے سے رھو (مسلم)۔

14 - کسی مسلمان کے لیے جائز نہیں ھے کہ وہ دوسرےمسلمان کو دھوکہ دے، اور اسے بچھاڑنے کی کوشش کرے، کیونکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جو شخص کسی دوسرے مسلمان کے خلاف ہتھیار اٹھائے، اور جو مسلمانوں کو دھوکہ دینے کے در پے ہو وہ ھم مسلمانوں کی جماعت میں سے نہیں ھے (مسلم)۔

15 - مسلمان اپنے عھد کا وفا دار ھوتاہے ، کیونکہ اللہ تعالی فرماتا ھے: " يَاأَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا أَوْفُوا بِالْعُقُودِ " (مائدہ: 1) ترجمہ:"اے ایمان والو! اپنے عہد معاہدے کو پوراکرو "۔

16 - ھرمسلمان پر لازم ھے کہ وہ دوسرے مسلمانوں کے ساتھ عد ل وانصاف کا برتاؤ کرے اور ان کے ساتھ وھی سلوک کرے جو وہ اپنے لیے چاھتاھے ۔

17 - ایک مسلمان کو چاھیے کہ دوسرےمسلمان کی لغزشوں سے درگزر کرے، ان کے عیبوں کو چھپائے ان کے راز فاش کرنےکی کوشش نہ کرے، اس لیے کہ رب تعالی فرماتا ھے: "فَاعْفُ عَنْهُمْ وَاصْفَحْ ۚ إِنَّ اللَّهَ يُحِبُّ الْمُحْسِنِينَ" (المائدہ: 13) ترجمہ: " تو ان کی خطائیں معاف کردو اور (ان سے) درگزر کرو کہ خدا احسان کرنے والوں کو دوست رکھتاھے "۔

18 - ھرمسلمان پر واجب ھے کہ ضرورت پڑنے پر اپنے مسلمان بھائی کی مدد کرے، اس کی ضرورت پورا کرنے میں اس کے ساتھ تعاون کرے، کیونکہ اللہ تعالی فرماتے ھیں :"وَتَعَاوَنُوا عَلَى الْبِرِّ وَالتَّقْوَىٰ" (المائدہ: 2) ترجمہ:" اور (دیکھو) نیکی اور پرھیزگاری کے کاموں میں ایک دوسرے کی مدد کیا کرو " ۔

19 - جب بھی کوئی مسلمان اللہ تعالی کی خاطر کسی دوسرے مسلمان کے پاس پناہ لے ، تو اس کو پناہ دینا چاھیے۔

سورۃ تکاثر کا پیغام

1 - زیادہ دولت کی طلب اور گھمنڈ کی خواھش انسان کو فضول کا موں کی طرف لے جاتی ھے ، " أَلْهَاكُمُ التَّكَاثُرُ"۔

2 - زیادہ طلب کرنا قیامت کے حساب سے غفلت کا سبب ھے ، (أَلْهَاكُمُ التَّكَاثُرُ " لَتُسْأَلُنَّ يَوْمَئِذٍ عَنِ النَّعِيمِ ۝٨"۔

(c) ketabton.com: The Digital Library

3 - زیادہ طلب کرنے کی خواهش کا دائرہ مرنے والوں کی گنتی تک جاتا رهے گا "حَتّٰى زُرْتُمُ الْمَقَابِرَ"۔

4 - قیامت کے حالات سے ناواقفیت لوگوں کو گمراہ کردیتی هے، "اَلْهٰكُمُ التَّكَاثُرُ.. كَلَّا لَوْ تَعْلَمُوْنَ "۔

5 - منحرف خیالات اور طرز عمل کے خلاف انتباہ کو دهرایا جانا چاهیے، " كَلَّا، ثُمَّ كَلَّا ، كَلَّا"۔

6 - ایمان اور یقین کے ذریعہ انسان مستقبل کو دیکھ سکتاهے ، "لَوْ تَعْلَمُوْنَ عِلْمَ الْيَقِيْنِ، لَتَرَوُنَّ الْجَحِيْمَ"۔

7 - جاهلیت کی ثقافت میں مقدار اور تعداد آبادی میں اتنی قیمتی تهی کہ مُردے بهی شما ر میں لائے جاتے تهے، "حَتّٰى زُرْتُمُ الْمَقَابِرَ"۔

8 - زیادہ طلب کرنے، اور فخر کرنے کی سخت سزا هے (اَلْهٰكُمُ التَّكَاثُرُ... لَتَرَوُنَّ الْجَحِيْمَ".

9 - انجام کے بارے میں سوچنا فخر کرنے میں رکاوٹ هے،"كَلَّا سَوْفَ تَعْلَمُوْنَ".

10 - قیامت کے خطرناک حالات سے بچنے کے لیےیقین اور حقائق جاننے کی کوشش کرنی چاهیے "لَوْ تَعْلَمُوْنَ عِلْمَ الْيَقِيْنِ، لَتَرَوُنَّ الْجَحِيْمَ"۔

11 - جو لوگ دنیا میں منهمک رہتے ہیں وہ کبهی یقین کے درجے کو نهیں پهنچ سکتے "لَوْ تَعْلَمُوْنَ عِلْمَ الْيَقِيْنِ"۔

12 - ایمان اور یقین کے درجات هیں : "عِلْمَ الْيَقِيْنِ... عَيْنَ الْيَقِيْنِ"۔

13 - قیامت کے دن کا حساب ان نعتوں اور سهولتوں کی بنیاد پر هے جو الله تعالی نے هر ایک کو دی هیں، اس لیے هر ایک دوسرے سے مختلف هیں " لَتُسْئَلُنَّ يَوْمَئِذٍ عَنِ النَّعِيْمِ "۔

صدق الله العظیم وصدق رسوله النبی الکریم

Get more e-books from www.ketabton.com
Ketabton.com: The Digital Library